THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

دعوتِ دین میں سماجی اداروں کا کردار۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ریاستی ذمہ داریاں

ROLE OF SOCIAL INSTITUTIONS IN PREACHING OF RELIGION-STATE RESPONSIBILITIES IN THE LIGHT OF THE PROPHET'S SIRAH

1. **Nimra Sohail**
M.Phil., Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore/ Visiting Lecturer, GSGC, Lahore
Email: bintesohail3@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0004-8473-7305

2. **Makhdoom Muhammad Roshan Siddiqui**
Associate professor, G.C university Hyderabad
Email: drmmr1997@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-5261-3894

To cite this article:
Nimra Sohail and Makhdoom Muhammad Roshan Siddiqui "ROLE OF SOCIAL INSTITUTIONS IN PREACHING OF RELIGION-STATE RESPONSIBILITIES IN THE LIGHT OF THE PROPHET'S SIRAH" The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 1 (June 22, 2023).

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 1 ||January -June 2023 || P.28- 47
DOI:	10.29370/siarj/issue16ar3
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue15ar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2022-06-22

BY NC SA
Open Access

ROLE OF SOCIAL INSTITUTIONS IN PREACHING OF RELIGION-STATE RESPONSIBILITIES IN THE LIGHT OF THE PROPHET'S SIRAH

Nimra Sohail, Makhdoom Muhammad Roshan Siddiqui

ABSTRACT:

Societal institutions regulate attitudes and behavioral patterns based on fundamental societal needs. A framework of interrelated social ties and ideals that are established to carry out a significant societal function is known as a social institution. Social institutions are significant for the progress of a society and country. Family, religious, political, and educational institutions play a vibrant part in the proselytization of religion. In this article, the role of social institutions in the evangelization of Islam will be pointed up in Prophet (PBUH)'s sirah and historical conventions. This research will be limited to intimate institutes (family), religious institutes (mosque), and educational institutes (madaris). Qualitative and historical research methods will be applied to analyze the conventions of the Quran and Sunnah related to the matter. State responsibilities for the cause of Dawah will be the key point as the state is foremost responsible for the preaching. This research is crucial as it can provide a framework for contemporary states to utilize their social institutions especially family, mosques, and madaris for the noble cause of dawah.

KEYWORDS Social institutions, preaching, state, responsibilities, Sirah

کلیدی الفاظ: سماجی، تبلیغ،ادارے،ذمیداریاں،شریعت

ایک اسلامی ریاست حکومتِ ربانی ہوتی ہے جو کہ دین کی اشاعت واقامت کی ذمہ دار ہے۔اس مقصد کے لیے

حکومت وسیع تر اقدامات کرتی ہے۔ لیکن ہر فرد تک احکاماتِ ربانی کے ابلاغ اور ایک مثالی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ریاست اجتماعی کے ساتھ ساتھ انفرادی سطح پر بھی سعی کرتی ہے۔اس ضمن میں سماجی ادارے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

در حقیقت کوئی بھی ریاست معاشروں کا مجموعہ ہوتی ہے اور معاشرہ خاندان اور ان چند اداروں پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ افراد کی ضروریات کی تسکین کے لیے وجود میں آتے ہیں۔ کسی بھی ریاست میں مذہبی، تعلیمی اور معاشی ادارے موجود ہوتے ہیں۔ یہ سماجی ادارے مختلف انفرادی و اجتماعی وظائف کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اس ریاست کے آئینہ دار بھی ہوتے ہیں۔اس لیے ریاست سماجی سطح پر ان اداروں کی بقاء و سلامتی اور بہتری کے لیے کوشش کرتی ہے۔

فرد اور خاندان:

سماجی سطح پر اسلامی ریاست کا اہم ترین بنیادی ادارہ خاندان ہی ہے۔ معاشرے کو اگر ہم ایک بلند و بالا مضبوط عمارت تعبیر کریں تو خاندان اس کی اینٹ ہے۔ اگر خاندان کا ادارہ مضبوط ہو گا اور صحیح بنیادوں اور اسلامی اصولوں پر استوار ہو گا تو اس کی بنیاد پر قائم سماج بھی مستحکم ہو گا۔اس کے برعکس اگر خاندان کا ادارہ ہی کمزور ہو گا تو انتشار و ر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام خاندان اور خاندانی نظام کر بارے میں تفصیلی رہنمائی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام نوعِ انسانیت کو خاندان کے نظام سے منسلک کیا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اس انداز میں بیان کرتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا [1]

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلّقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

[1] An-Nisa 1:4

اس آیت میں خاندان کے ادارے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے پہلے زوجین اور پھر اہلِ قرابت کا ذکر کیا ہے اور اور ساتھ ہی تقویٰ کا درس بھی دیا ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر قرآن و حدیث میں بار بار نکاح کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلام میں خاندان کے ادارے کو جذباتی امداد، تحفظ اور اشتراکِ عمل کا ایسا مرکز سمجھا جاتا ہے جہاں افراد کی تربیت کی جاتی ہے۔

ریاست کے سماجی سطح پر اشاعتِ اسلام کرنے کے لیے خاندان اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ سماج کا وہ بنیادی ادارہ ہے جہاں آنے والی نسلوں میں درست دینی علوم اور اعلیٰ اقدار راسخ کیے جاتے ہیں۔ یہ نسلیں دعوتِ دین کی امین ہوتی ہیں اس لیے ان کی پرورش کے لیے اسلامی ماحول و اقدار ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی دعوت کا کام اپنے عزیز و اقارب سے شروع کیا اسی نبوی منہج پر عمل کرتے ہوئے داعی کو بھی دعوت و اصلاح کے کام کا آغاز اپنے خاندان سے کرنا چاہیے۔ خاندان نکاح کے بعد وجود میں آتا ہے اور تب ہی دعوت کے کام کا آغاز ہو جاتا ہے۔ قرآن نے زوجین کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[2]

وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے۔

لباس پردہ پوشی اور زینت کے لیے ہوتا ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے عیوب چھپا کر اصلاح کی کوشش اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہنا چاہیے۔

خاندان کی قیادت اور سرپرستی مردوں کو سونپی گئی ہے کیونکہ قرآن انہیں برتری دیتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ[3]

مرد عورتوں کے جملہ معاملات کے نگہبان ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔

قوام ہونے کی بناء پر مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی اور خاندان کو نان و نفقہ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی دینی و اخلاقی تربیت کرے۔ اپنی اولاد کو کتاب و سنت کو پابند بنائے۔ کیونکہ مرد نگہبان ہونے کی وجہ سے اس کا مسوؤل ہے۔ حدیث میں ہے کہ

[2] Al-Baqarah 2:187
[3] An-Nisa 4:34

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[4]

تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ ہر انسان اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ حدیث وسیع تر مفہوم کا احاطہ کرتی ہے۔ ہر شخص اپنے ماتحتوں کے بارے میں مسوؤل ہے۔ ریاست سے ریاستی سطح پر اشاعتِ اسلام کے بارے میں مواخذہ ہو گا اور خاندان کے سربراہ سے اس کے خاندان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اسی لیے کسی شخص کا جو بھی عہدہ ہو اسے اپنے تمام اختیارات ااور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اسلام کی خدمت کرنی چاہیے اور دعوت کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے ۔ زوجین اور والدین کو بھی اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

دوسری طرف اگر کسی کے عزیز و اقارب میں مشرک یا اہلِ کتاب ہوں تب بھی ایک مسلمان کو ان سے تعلق نہیں توڑنا چاہیے بلکہ ان سے صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرنا چاہیے تاکہ وہ دین کی برکات سے آگاہ ہوں۔ مثلاً صحیح بخاری میں امام بخاری نے "باب صلۃ الوالد المشرک" کا باب باندھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ

اذا كان لرجل اولا مراة و الدان كافران عليه نفقتهما و برهما و خدمتهما و زيارتهما[5]

جب کسی مرد یا عورت کے ماں باپ کافر ہوں تو بھی اس پر ان دونوں کا نان نفقہ، ان کے ساتھ

---

[4] Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Kitab fil Istaqraz, Bab ul Abad Ra'i…, Hadith 2409

[5] Fatawa Alamgiri, Maktaba Rashidia, Quetta, n.d, v 5, p 348

نیکی، ان کی خدمت اور ان کی زیارت لازم ہے۔

اسلام غیر مسلموں سے مودت و محبت سے روکتا ہے لیکن میل جول ختم کر دینے کا حکم نہیں دیتا اگر ایسا ہو تو اسلام کی اشاعت کیونکر ہو۔ مسلمان عقائد وانفرادی تشخص کی برقراری اور دعوت کے مقصد کے ساتھ غیر متحاربین سے حسنِ سلوک کر سکتے ہیں ۔ یہ صلہ رحمی دعوتِ دین کے کام میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

اگر ہر خاندان کی اصلاح کی جائے تو معاشرہ کی اصلاح خود بخود ہوتی ہے۔ اس لیے ریاست کو ایسے قوانین بنانے چاہئیں جو کہ خاندان کے ادارہ کو استحکام بخشیں۔ خاندان، کسی بھی قوم کی تعمیر میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ گہوارہ ہے جہاں آنے والے کل کے معمار اور پاسبان پرورش پاتے اور وہ تربیت گاہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی قدریں افراد کے دِل ودِماغ پر نقش ہوتی ہیں۔ ریاست کو چاہیے کہ خاندان کو وہ تمام مواقع فراہم کرے جس سے وہ بہترین افراد تیار کر سکے تاکہ اپنی جگہ اسلامی ریاست کا ہر فرد داعی ہو۔ افراد کا بہترین کردار خود دعوتِ اسلام دے۔

خاندان کے بعد جو سماجی ادارے آتے ہیں ان میں مذہبی ادارہ مسجد، تعلیمی ادارہ مکتب اور معاشی ادارہ منڈی ہے۔ ان اداروں کا جال تمام ریاست میں پھیلا ہوتا ہے۔ اشاعتِ دین کے ضمن میں یہ تمام ادارے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ یہ ادارے ایک دوسرے سے اس طرح منسلک ہوتے ہیں کہ ایک کی تبدیلی کے اثرات دوسرے ادارے پر ضرور پڑتے ہیں۔ اسی لیے حکومت ان اداروں پر توجہ دے کر سماجی سطح پر اشاعتِ اسلام کا خاطر خواہ انتظام کر سکتی ہے۔ عصرِ حاضر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوتِ اسلام کے ضمن میں ان کی اہمیت و کردار درج ذیل ہے :

مسجد کی اہمیت اور سماجی سطح پر اس کا اشاعتِ اسلام میں کردار

تمام ریاستوں میں مذہبی اداروں کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ وجہ ہے کہ ریاستوں میں ان اداروں کو تقدس کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تاہم ایک اسلامی ریاست میں مسجد اس وجہ سے خاص اہمیت کی حامل ہے کہ اسلام کی ابتدا سے ہی اسے ہر لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی ریاست میں مسجد نے نہ صرف معاشرتی، معاشی، سیاسی بلکہ دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔

اور صبح و شام اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، یہاں ایسے لوگ آتے ہیں جو اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ .رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ[6]

"وہ نور ملتا ہے ایسے گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے، ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں اللہ کی یاد اقامت نماز اور ادائیگی زکوۃ سے نہ کوئی سوداگری غفلت میں ڈال سکتی ہے اور نہ ہی کوئی خرید و فروخت ان کے آڑے آسکتی ہے وہ ڈرتے رہتے ہیں ایک ایسے ہاولناک دن سے جس میں الٹ دیئے جائیں گے دل اور پتھرا جائیں گی آنکھیں "

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ[7]

خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے۔

گر ریاست معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتی ہے تو سب سے پہلے مساجد کے رول کو واپس لانا ہوگا۔ مساجد تعمیر کرنے والے کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے۔

مَنْ بَنَى مَسْجِدًا، يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ[8]

جس نے مسجد بنائی، اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لیے بنائے گا۔

اسلامی دور حکومت میں ہر جگہ مسجدوں کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، اسے مسلم سماج کے افراد کی اصلاح و تربیت کے مرکز اور اصلاح باطن و تزکیہ نفوس کے حلقوں کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے، اس کی زندہ مثال خود مسجد نبوی ہے، صحابہ کرام ؓ یہاں آتے رسول اللہ ﷺ کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے، تزکیہ کرتے اور روحانی ترقی کے مدارج طے کرتے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ سے دین و دنیا سے متعلق جو چاہتے سوال کرتے اور اس کا جواب پاتے تھے، یہ مسجد ساری انسانیت کے لئے سرچشمہ نور ہدایت بنی، اس درسگاہ سے بڑے بڑے علماء، قدآور ہستیاں،

---

[6] An-Noor 24: 36-37
[7] At-Tauba 9:18
[8] Bukhari, Kitab us Salat, Bab min Bani Masjid, Hadith 450

عظیم قائدین، جنریل اور بے مثال سپہ سالار اور ماہرینِ فن فراغت حاصل کر کے دنیا کو روشنی پہنچائی، امن وآشتی کے علمبردار اسلام کا جھنڈا بلند کیا، اس دین متین کو دنیا کے چپہ چپہ تک پہنچانے میں ناقابل فراموش رول ادا کیا۔

"مسجد اسلام کا گھر، مسلمانوں کے لیے عبادت اور اصلاح کا مقام ہونے کے ساتھ ساتھ، دوسری اقوام تک خدا کا پیغام پہنچانے کا مرکز بھی ہے۔ یہ اسلام کے پھیلنے کا نقطہ ہے۔ یہاں خدا کا دین استحکام حاصل کرتا ہے اور یہیں سے وہ اپنے سفر کو بھی جاری کرتا ہے۔ یہ اسلام کا سمندر ہے اور اس کے بھاپ اٹھنے کا مقام بھی۔"[9]

آج مسلمانوں کو ہی نہیں؛ بلکہ عام انسانوں کو ایسی جگہوں کی تلاش ہے، جہاں ان کے دل کو اطمینان وسکون مل سکے، ان کے نفس کو راحت پہنچے، اسی مقصد سے اور انہیں چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے لوگ پارکوں، تفریح گاہوں، ہوٹلوں، سنیما گھروں اور کلبوں کا رخ کرتے ہیں؛ تاکہ وہ شب وروز کی محنت اور کاروباری زندگی کی مشغولیتوں کی تھکان کو دور کر سکیں، بے فکری سے چند روز اور کچھ وقت گزار کر کچھ راحت وسکون حاصل کر سکیں، اپنی روح اور ضمیر کو فرحت وانبساط سے بہرہ ور کر سکیں، یہی چیز حاصل کرنے کے لئے کچھ لوگ ڈاکٹروں کا رُخ کرتے ہیں، دل کا علاج کرانے اور ٹینشن وڈپریشن کا مداوا کرنے کی سعی کرتے ہیں، اور لوگ اس کے علاوہ بھی طرح طرح کی تدبیریں اختیار کرتے ہیں، مگر انہیں مایوسی ہوتی ہے، انہیں وہ چین وسکون کہیں حاصل نہیں ہوتا، اور اگر ہوتی بھی ہے تو عارضی وچندروزہ، پائیدار نہیں، یہ راحت وسکون، اور اطمینان قلبی انسان کو ادھر ادھر نہیں بلکہ مسجد میں اور اللہ کا ذکر کر کے حاصل ہو سکتی ہے۔[10]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ألا بذکر اللہ تطمئن القلوب [11]

اشاعتِ اسلام کے لیے مسجد کی اسی اہمیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ آج جدید دور میں ترقی کے باوجود انسان قلبی سکون سے محروم ہے اور بالخصوص نوجوانوں کا ایک بہت بڑا اس کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اگر نومسلموں کے ایمان لانے کے واقعات کو ہی ملاحظہ کیا جائے تو ایک کثیر تعداد ایسی ہے جنہوں نے اسی سکون اور قربِ الٰہی کی چاہ میں

[9] Wahid ud deen Khan, Dawate Islam, Dar ut Tazkeer, Lahore, n.d, p 47

[10] https://m.dailyhunt.in/news/india/urdu/baseerat+online-epaper-baonline/-newsid-98427697

[11] Ar-Ra'ad 13:28

اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لی۔ صبر اور نماز دو بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس، دعوت الی اللہ اور انقلابِ حال میں مدد لی جاسکتی ہے۔اور قرآن میں بھی صبر اور نماز سے مدد لینے کا حکم دیا گیا ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ[12]

اور مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ،اور بلاشبہ نماز ضرور دشوار ہے مگر خشوع والوں پر۔

لہذا حکومت کو چاہیے کہ سماجی سطح پر مساجد کے کردار کو فعال کرے۔ مسلمانوں کی طویل تمدنی اور معاشرتی زندگی میں مسجد کی حیثیت بہت اہم رہی ہے۔آنحضور ﷺ کے وقت سے لے کر موجودہ دور تک مسجد کا ادارہ بعض اہم تبدیلیوں سے دوچار ہوا ہے اور اب اس کی وہ حیثیت نہیں رہی جو اسے حاصل تھی۔تاہم مسلمانوں کی پوری زندگی پر اس کی گہری چھاپ ہے۔تاہم عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق آج مسجد کا وہ کردار نظر نہیں آتا جو ہونا چاہیے۔ لیکن ایک اسلامی ریاست میں مسجد مختلف اعتبار سے مرکزی حیثیت کی حامل ہوتی ہے جیسا کہ مرکزِ عبادت، سیاسی مرکز ،انتظامی مرکز، عدلیہ کا مرکز، تعلیمی مرکز اور دعوتی مرکز وغیرہ۔ مساجد کو سماج میں دعوت و تبلیغ کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے

۔

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

مسجد کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

اول: مسلمانوں کے رہنمائے اول پیغمبر انسانیت ﷺ چوں کہ زندگی کے جملہ پہلوؤں میں واجب الاتباع تھے اور آپ ﷺ نے اپنے طرز زندگی میں مسجد کو مرکزی حیثیت دے رکھی تھی اور آپ ﷺ کے ہر کام میں مسجد کا عمل دخل صاف دکھائی دیتا ہے۔اس لیے مسجد کے ساتھ آپ ﷺ کی اس گہری وابستگی نے مسلمانوں کی زندگی کے پورے ماحول کو مسجد سے وابستہ کر دیا۔

دوم: اسلام کی انتظامی انفرادیت ہے۔اسلام اپنی پوری زندگی کو اطاعت الہی اور اطاعت رسول کے مطابق ڈھالنے کا نام ہے۔ یہاں مراسمِ عبودیت علیحدہ اور مستقل وجود کی حیثیت سے نہیں چلتے بلکہ انہیں زندگی کے جملہ پہلوؤں کے ساتھ گہرا ربط ہے۔اسلام پوری زندگی کو اخلاق کے معیار پر قائم رکھنا چاہتا ہے یہاں جملہ اعمال کی بنیاد اخلاق اور مسجد چونکہ دین و اخلاق کا نشان ہے اس لیے اسے مرکز بنا دینے کے معنی یہ ہیں

---

[12] Al-Baqarah 2:45

کہ پوری زندگی اخلاقی رنگ میں رنگی جاچکی ہے۔ گو سیاسی زوال اور اخلاقی احساس کی کمی کے باعث مسجد کی یہ حیثیت برقرار نہیں رہی لیکن قرنِ اول میں یہ بہت نمایاں تھی۔[13]

بحیثیت تبلیغی مرکز مسجد کا کردار اس سے بھی واضح ہو سکتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کا روزپنجگانہ اجتماع ہوتا ہے جس سے دعوت کا کام کرنا سہل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں

> مذہبی مرکز کی حیثیت سے مسجد کی سب سے بڑی خصوصیت نظامِ صلاۃ کا قیام ہے جس میں دن میں پانچ مرتبہ اجتماع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی جمعہ کا ہفتہ وار اجتماع ہے جسے مسلمانوں کے اجتماعی زندگی میں بہت اہمیت حاصل ہے ۔ قرآن و سنت نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی جو فضیلت آئی ہے اس سے مسجد کی یہ اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔[14]

نماز کی باجماعت ادائیگی کا حکم قرآنِ مجید میں یوں دیا گیا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ [15]

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

مسجد کی دعوت و تبلیغی اہمیت کے بارے میں وحید الدین خاں رقم طراز ہیں

> "مسجد کے اندر تبلیغ کی تاثیر اور تبلیغ کی عظمت تاریخ سے ثابت ہے۔ مغل قبائل نے تیرھویں صدی عیسوی میں مشرق کی جانب عالمِ اسلام پر حملہ کیا اور اس کے بڑے حصے میں اسلام کے نشانات کو مٹا ڈالا۔ مگر انہی کھنڈروں سے اسلام دوبارہ ایک تسخیری قوت بن کر ابھرا۔ مغلوں نے اسلام قبول کیا۔ وہی مسجدیں جن کو ہلاکو نے سمر قند بخارا میں تباہ کر دیا تھا اس کے پوتوں نے دوبارہ مسجدوں کی تعمیر کی اور ان کی چھتوں کے نیچے خدائے واحد کے آگے سجدہ کیا۔ آج اسلام کو جو چیلنج درپیش ہے۔ اس کے جواب کی صورت یہ ہے کہ مسجد کو اسکے پورے معنوں میں زندہ کیا جائے۔ ایک عرب عالم کے لفاظ نہایت صحیح ہیں "ان الاسلام الیخوض معرکتہ و

---

[13] Khalid Alvi, Dr, Islam ka Muasharti Nazam, Al Faisal Nashiran, Lahore, 2009, p 327-328
Ibid, p 329[14]
[15] Al-Baqarah 2:43

لمساجد من اھم اسلحتنا فیھا" آج اسلام کو ایک جنگ کا سامنا ہے اور اس میں مسجدیں ہمارا نہایت اہم ہتھیار ہیں۔"[16]

خطباتِ جمعہ اور دعوتِ اسلام کی حکومتی ذمہ داری:

مساجد میں جن وسائل سے لوگوں کی دینی تربیت اور اصلاحِ معاشرہ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا کام لیا جا سکتا ہے ان میں سب سے اہم اور مفید ذریعہ خطبہ جمعہ ہے کہ نماز جمعہ اور خطبہ فرض ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [17]

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

نماز جمعہ اور خطبات جمعہ کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ نماز جمعہ میں شریک ہونا اور خطبۂ جمعہ سننا ایک دینی فریضہ ہے۔آج کل اکثر وہ مسلمان بھی جمعہ کا اہتمام کرتے ہیں جو پنج وقت نمازوں میں حاضری کا اہتمام نہیں کرتے اور مساجد کے دوسرے دعوتی پروگراموں جیسے درسِ قرآن وحدیث وغیرہ میں شریک نہیں ہوتے۔

مہاتما گاندھی نے ایک موقع پر کہا تھا کہ مسلم راہنماؤں کو اپنی آواز پہنچانے کے لیے کسی اجتماع کو منعقد کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، انہیں ان کے دین کی طرف سے یہ سہولت میسر ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز باجماعت کا اہتمام کیا جاتا ہے، ہر ہفتے جمعہ کا اجتماع اور سال میں دو عیدوں کا اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دیگر اجتماعات بھی منعقد ہوتے ہیں جن میں مسلم راہنما جو پیغام دینا چاہیں، وہ پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔[18]

خطبۂ جمعہ دعوت و تبلیغ کا ایک اہم ذریعہ ہوتا ہے۔دوسرے پروگراموں بعض اسباب و وجوہ کی بنا پر کبھی کبھی ملتوی یا منسوخ بھی کر دیے جاتے ہیں لیکن نماز جمعہ کے خطبے کبھی ترک نہیں کیے جاتے تھے۔سال بھر میں جمعہ کے خطبوں

[16] Wahid ud deen Khan, Dawate Islam, p 47
[17] Aj- Juma'a 62:9
[18] https://www.tajziat.com/article/4727

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

کے ذریعے دعوت تبلیغ کا سلسلہ بھی استمرار جاری رہتا ہے علاوہ ازیں دوسرے اجتماعات کے برعکس اس میں سامعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور لوگ آخر تک حاضر رہتے ہیں جبکہ دوسرے اجتماعات میں لوگ اختتام سے قبل ہی آہستہ آہستہ سے جانے لگتے ہیں۔ علاوہ ازیں دورِ حاضر میں سامعین کی تعداد کثیر ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ لاؤڈ سپیکر پر دیا جاتا ہے۔ قرب وجوار میں مقیم غیر مسلم بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور قبولِ اسلام کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کا اجتماع مسلم معاشروں میں دیگر اجتماعات سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ذمہ داری حکومتی نمائندوں کی ہے کہ وہ عوام سے خطاب کرتے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے لیکن پاکستان میں یہ ذمہ داری علمائے کرام ادا کرتے ہیں جو مساجد کی ذاتی انتظامیہ کے تحت مقرر کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں علماء اپنی مرضی سے خطبہ کے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور اس پر خطبہ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں مختلف مساجد میں متنوع موضوعات پر خطبے دیے جاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں کچھ اسلامی ممالک میں آئمہ مساجد اور خطبا کو یکساں تحریری خطبہ جمعہ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور دیگر عرب ممالک۔

یہ بھی مشاہدہ میں آتا رہتا ہے کہ بعض اوقات آزاد خطبوں سے مذہبی منافرت اور فرقہ پرستی کی بنیاد پر اختلافات بڑھتے ہیں۔ ایک خطیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عالمانہ حیثیت اور وقار کو پہچانے۔ مقامی سیاست اور وابستگان مساجد کے ذاتی تنازعات سے خود کو دور رکھے۔ جمعہ کا خطیب وہ مقتداء اور عالمِ دین ہوتا ہے۔ ریاست یقینی بنائے کہ خطیب کسی فریق کی ہم نوائی نہ کرے بلکہ جب بھی اس نوعیت کی کوئی گفتگو کرے تو اصولی گفتگو کرے۔ بعض مقامات پر باہمی سیاسی رنجش کی وجہ سے خطبائے مساجد آزمائشوں سے دوچار ہوتے ہیں اور ان کی ذات مشق ستم بن جاتی ہے، یہ رویہ نہ صرف غیر شرعی بلکہ غیر اخلاقی بھی ہے، اس طرح ایک عالم دین کو اپنوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر بنا دیا جاتا ہے اور پھر ان کی خطابت اور دعوت وارشاد کے مطلوبہ اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ حکومت کو ان تمام معاملات کی نگرانی کرنی چاہیے۔

اسلامی ریاست میں خطیب کو چاہیے کہ خطبہ دینے سے پہلے اس کی بھرپور تیاری کرلے، قرآن کی آیات، احادیث شریف اور آثار صحابہ سے اس کا خطبہ مزین ہو۔ خانہ پری کے لیے قصے کہانیوں سے خطبے کو پاک رکھے۔ حالات کے نشیب و فراز اور معاشرے میں رونما ہونے والی صورت حال پر گہری نظر رکھے اور اپنے خطبات میں ان کی طرف بھی اشارہ کرے اور عوام کی صحیح رہنمائی کرے۔ سامعین کی ذہنی سطح کا بھرپور لحاظ رکھے۔ تاکہ دعوت و تبلیغ کا اثر ہو سکے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

قطع نظر اس کے کہ تحریری خطبہ فراہم کیا جاتا ہے یا نہیں، حکومت کو یہ یقینی بنائے کہ خطبۂ جمعہ ایسی جاندار اور موثر تقریر ہونی چاہیے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کر سکے۔ دین کے بنیادی عقائد، عبادات و معاملات اور اخلاقیات پر ترتیب سے خطبات دیے جائیں اور عصری مسائل و حالات کو بھی زیر بحث لایا جائے۔

چنانچہ خطبۂ جمعہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے جس سے وہ مساجد کو مسلمانوں کے لئے بہترین تربیت گاہ اور روحانی اصلاح کا مرکز بنا سکتے ہیں۔

اہم دینی تہواروں پر مسجد کا دعوتی کردار:

اہم اسلامی تہواروں مثلاً عید الفطر، عید الاضحیٰ، رمضان المبارک اور دیگر مواقع پر مساجد میں خاص تقریبات اور اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں اور ریاست کو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے قرآن و سنت پر مبنی دروس و تقاریر کا اہتمام کروانا چاہیے کیونکہ ان مواقع پر مسلمانوں کی اکثریت مسجدوں کا رخ کرتی ہے۔ مسجد کے روحانی ماحول میں اگر ان کے قلوب کو گرمایا جائے اور انہیں دعوتِ حق بھی دی جائے تو اس کا نتیجہ بھرپور خیر کا حامل ہو سکتا ہے اور کئی اصحاب ایمان کی زندگیوں کا رخ اللہ کی طرف مڑ سکتا ہے۔

غرضیکہ سماجی سطح پر مسجد مذہبی عقائد و اقدار اور احکامات کو لوگوں تک پہنچانے کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ علماء وعظ کے ذریعے لوگوں کو مذہبی احکام، عبادت کے طریقوں اور مذہبی رسومات سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہیں سے تبلیغی جماعتیں گردونواح میں بھیجی جاتی ہیں۔

اسلامی ریاست میں مساجد یہ وظیفہ آج بھی احسن طریقے سے ادا کر رہی ہیں۔ پاکستان کے دیہی اور بلدیاتی علاقوں میں مساجد نے اشاعت اسلام کے سلسلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے بڑی بڑی مساجد میں قرآن و حدیث کی درس و تدریس کے علاوہ اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں بھی لوگوں کو بتایا جاتا ہے۔ مسجد دراصل مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایسا محور و مرکز ہے جہاں سے ان کے تمام مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، تعلیمی و تمدنی، تبلیغی و دعوتی اور ثقافتی و تہذیبی امور کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اسی لیے حکومت کو مساجد پر سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ مساجد کے لیے فنڈز میں اضافہ کر کے، بہترین عالمِ دین مقرر کر کے اور زیادہ سے زیادہ مساجد تعمیر کر کے حکومت اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مساجد کو مرکزیت حاصل رہی اسلام کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوا اور جب تک مسلمان مساجد سے جڑے رہے ان کا بول بالا اور دبدبہ رہا ہے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

سماج میں اشاعتِ اسلام کے لیے مکتب و مدرسہ بے حد اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ کسی بھی معاشرے میں اجتماعی شعور، مذہبی رویہ اور انفرادی تشخص کے ارتقاء کا دار و مدار زیادہ تر مکتب و مدرسہ پر ہوتا ہے۔ تقریباً تمام ریاستیں اپنے تعلیمی نظام اور تعلیمی درسگاہوں کی اصلاح و بہتری پر زور دیتی ہیں کیونکہ جو ماحول ان کا ہوگا وہی ماحول کسی نہ کسی طرح پورے معاشرے پر اثرانداز ہوگا۔

مکتب و مدرسہ میں بنیادی چیز علم ہے اور اسلام حصولِ علم پر بہت زور دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں علم کی فضیلت و اہمیت کا ذکر بکثرت کیا گیا ہے۔ پہلی بابرکت اور ایک عظیم انقلاب برپا کرنے والی وحی کی ابتدا یوں ہوتی ہے :

اِقْرَأْ بِاسمِ رَبِّکَ الَّذی خَلَقَ ، خَلَقَ الإنْسَانَ مِنْ عَلَق ، اِقْرأْ وَرَبُّکَ الأکْرَمُ الَّذی عَلَّمَ بِالقَلَمِ ، عَلَّمَ الإنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم [19]

ان پانچ آیات کے ذریعہ اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ اور امت کے ہر شخص کو پڑھنے کا حکم دیا اور اس علم کے حصول کی ترغیب دی جو خالق کو پہچاننے کا ذریعہ بنے۔

نبی کریم ﷺ کے مناصبِ نبوت میں تعلیم دینے کے منصب کو خصوصی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [20]

بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن پاک میں انسانوں کے فرق مراتب کو بیان کرتے ہوئے بھی صاحبانِ علم کو فضیلت دی گئی اور جہالت کو ناپسند کیا گیا

[19] Al-Alaq 96:1-5
[20] Al-Imran 3:164

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[21]

آپ کہیے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں، صرف عقل والے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں بہت سی احادیث سے بھی علم کی اہمیت وفضیلت واضح ہوتی ہے۔ طلبِ علم فرض کا درجہ رکھتا ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ،[22]

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: أُنْبِطُ الْعِلْمَ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ[23]

میں صفوان بن عسال مرادیؓ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: کس لیے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے کے لیے، صفوانؓ نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔

اسلام صرف علم حاصل کرنے پر زور نہیں دیتا بلکہ علم کو پھیلانے کا بھی حکم دیتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا[24]

---

[21] Az-Zumar 39:9
[22] Sunan Ibne Maja, Bab Fazal ul Ulema…,Hadith 224
[23] Ibid, Hadith 226
[24] Shahih Bukhari, Kitab uz Zakar, Bab Infaq ul ma'al, Hadith 1409

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

حسد (رشک) کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس شخص کے ساتھ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے حق اور مناسب جگہوں میں خرچ کرنے کی توفیق دی۔ دوسرے اس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (عقل علم قرآن و حدیث اور معاملہ فہمی) دی اور وہ اپنی حکمت کے مطابق حق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔

مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهُ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهِ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْعَامِلِ[25]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو علم دین سکھایا، تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ اس شخص کو جو اس پر عمل کرے، اور عمل کرنے والے کے ثواب سے کوئی کمی نہ ہو گی۔

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ[26]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر اور افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان علم دین سیکھے، پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

ان تمام احادیث میں علمِ دین سکھانے اور پہنچانے کا ذکر ہے اور یہ اشاعتِ اسلام ہی کی ایک شکل ہے۔

علم کی اہمیت، عظمت اور فضیلت کے پیش نظر حضور سید عالم ﷺ نے اس کی تبلیغ اور ترویج واشاعت کی ابتداء فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں ایک عظیم الشان علمی درسگاہ بہ نام "الصفہ" قائم فرمائی۔ جس میں صحابہ کرام دن رات علم و معرفت اور قرآن و حدیث سیکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ عہدِ نبوی میں مسجدِ نبوی ﷺ کو ہی مدرسہ کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد دنیا کی مساجد میں حلقۂ درس اور افادہ واستفادہ کا سلسلہ جاری ہوا، پہلے باضابطہ مدارس نہیں تھے، بلکہ مسجدیں درسگاہوں کے طور پر بھی استعمال ہوتی تھیں۔ علماء مختلف مساجد کے اندر جگہ کا انتخاب کرتے اور حلقہ درس لگایا کرتے تھے، تاریخ شاہد ہے کہ ایک زمانہ میں بغداد، قاہرہ، قیروان، قرطبہ، دمشق، موصل اور دوسرے اسلامی ملکوں کے مختلف شہروں کی مسجدیں تعلیم و تعلم اور علم و معرفت کے گہوارے بنتے

---

[25] Sunan Ibne Maja, Bab Sawab ul Mualim un Nas, Hadith 240
[26] Ibid, Hadith 243

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

گئے، جہاں چوبیس گھنٹے تعلیم و تعلم اور بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ پوری اسلامی تاریخ پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم و معرفت اور تہذیب و ثقافت کو پھیلانے اور عام کرنے میں مساجد اور ان میں موجود ان مدارس کا اہم کردار رہا ہے۔

اسلامی ریاست میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ مدارس اشاعتِ اسلام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ مدارس و مکتب کے کردار کو فعال بنایا جائے۔اس مقصد کے لیے ریاست تعلیمی اداروں میں دعوت و تبلیغ کے لیے مرکز قائم کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مدینہ یونیورسٹی کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی نے دعوت و تبلیغ کے لیے سفارشات پیش کی تھیں۔ماہنامہ محدث میں اس کی تفصیل یوں دی گئی ہے

"یونیورسٹی کی انتظامیہ نے دعوت و تبلیغ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک مرکز کے قیام کو اہمیت دی اور اس کا پلان بنا کر آخری شکل دینے کے لئے اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کے اجلاس میں پیش کر دیا۔ چنانچہ اس کمیٹی نے کافی غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد اس پلان کی منظوری دیتے ہوئے حسب ذیل سفارشات کیں۔

1. اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ میں ایک مرکز قائم کیا جائے جس کا نام 'دعوت و تبلیغ مرکز' (مرکز شئون الدعوة) ہو۔

2. یہ مرکز براہِ راست چانسلر یونیورسٹی کی سرپرستی میں ہوگا۔

3. تبلیغی مرکز کا ڈھانچہ حسب ذیل امور پر مشتمل ہوگا۔

الف۔ جامعہ کے علمی پروگراموں کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا۔

ب۔ یونیورسٹی ہذا کی سرگرمیوں کو دوسری اسلامی تنظیموں، یونیورسٹیوں اور عظیم شخصیات کی سرگرمیوں سے ہم آہنگ بنانا جو کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں اور ان سے رابطہ قائم رکھتے ہوئے عملی تعاون کے لئے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانا۔

ج۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنا نیز ان کے دینی و اجتماعی احوال و ظروف سے باخبر رہنا اور خاص کر ان ملکوں اور علاقوں کے مسلمانوں کی طرف توجہ دینا جو کہ دینی، معاشی، تعلیمی و ثقافتی ہر لحاظ سے پسماندہ ہیں اور ان کی امداد و تعاون، دینی معاملات میں رہنمائی کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرنا۔

د۔ ملحدانہ مذاہب، گمراہ کن دعوتیں، اسلام دشمن نظریات، بدعات و انحرافات کے مختلف اقسام کا پورا پورا مطالعہ کرنا، مستشرقین اور ان کے ہمنوا و خوشہ چینوں کو دندان شکن اور مسکت جواب دیتے ہوئے ان کے ابطال کے لئے وسائل و پروگرام بنانا، اسلامی تنظیموں، معاشرہ اور سوسائٹی کو ان باطل افکار سے پاک کرنا۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

ھ۔ دعوتِ اسلامیہ کے سلسلہ میں بحث و تحقیق اور مطالعہ کے لئے لیکچروں اور مذاکرات کا انتظام کرنا اس کے لئے مقتدر علماء اور مفکرین کو مدعو کرنا جو علمی سطح پر یہ کام کریں۔ ان مباحث، حاصل مطالعہ اور تقاریر کو مفید تر و سود مند بنانے کے لئے مرکز دعوت کے رسالہ اور دیگر نشر و اشاعت کے وسائل کے ذریعہ مختلف زبانوں میں پیش کرنا۔

و۔ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے میدان میں جامعہ کے فارغین سے رابطہ قائم کیا جائے جو کہ اپنے ملکوں میں قرآن و حدیث کی شمع کو فروزاں کرنے کے لئے شبانہ روز کوشاں ہیں اور ہر ممکن وسائل سے ان کی امداد کی جائے۔[27]

علاوہ ازیں کمیٹی نے دعوتی امور سے متعلق درج ذیل قرار دادیں بھی منظور کیں

1. بیرونِ ملک دُعاۃ کو سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے خواہ وہ جامعہ کے اساتذہ ہوں یا طلبہ۔

2. تبلیغ اور مبلغین سے متعلق زیادہ سے زیادہ کتابوں کو حاصل کرنے پر پوری توجہ کی جائے تا کہ طلبہ اس کا مطالعہ کر سکیں اور مستفید ہوں۔

3. مختلف زبانوں میں اسلامی کتابیں وافر مقدار میں اکٹھی کی جائیں اور وسیع پیمانہ پر دنیا کے گوشہ گوشہ میں تقسیم کی جائیں۔

4. دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنے والوں سے روابط مضبوط کیے جائیں خواہ وہ انفرادی طور پر کام کر رہے ہوں یا جماعتی طور پر، تاکہ ان کے تجربوں سے فائدہ اُٹھایا جا سکے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی راہ ہموار ہو۔[28]

اپنے تعلیمی مراکز اور مدارس کے لیے پاکستان اور دیگر ممالک بھی ان قرار دادوں اور سفارشات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں پاکستان میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں "دعوۃ اکیڈمی" کا بھی آغاز کیا گیا۔ اسی طرح مدارس اور تعلیمی اداروں میں دعوت و تبلیغ کے لیے ادارہ موجود ہونا چاہیے۔ اگر دورِ حاضر میں اسلامی ریاستیں اسی نوعیت کے ادارے قائم کریں تو دعوت کا کام وسیع پیمانے پر کیا جا سکتا ہے۔ اپنا پیغام چہار دانگ عالم میں پہنچانے کے لئے ایک ٹھوس پروگرام بنانا اس وقت ہر اسلامی ملک کی ضرورت ہے۔ یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کی سرگرمیاں اور جدوجہد صرف یہ نہیں ہیں کہ وہ زیرِ تعلیم طلباء کو تعلیم دے اور فارغین کو سند فراغت دے بلکہ اس کے علاوہ ایک عظیم مقصد اور منصوبہ ہے جسے عملی جامہ پہنانا اسلامی و اخلاقی فریضہ ہے جو کہ اشاعتِ اسلام ہے۔

[27] Sana Ullah Baltistani,Committee of Islami University Madina, Mohaddis monthly, Sep 1974, v 4, issue 37, p 45-47
[28] Ibid, p 47

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

سماجی سطح پر اشاعتِ دین کے لیے تعلیمی اداروں کے کردار کے بارے میں بیان کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر فضل الہیٰ لکھتے ہیں:

> "اسلامی جامعات اور مدارس اسلامیہ کو چاہیے کہ وہ اپنے تعلیمی نصاب میں [دعوتِ دین] کو بطور مضمون شامل کریں، تاکہ ان میں تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے اس کی اہمیت کو سمجھنے، اس کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی حقیقت کے ادراک اور دعوت کے موثر طریقوں سے آگاہی کا موقع میسر آسکے۔"[29]

تعلیم یافتہ طبقے کا فرض ہے کہ وہ مختلف ذرائع سے ان لوگوں تک دین کے تقاضے اور تعلیمات پہنچائے جو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں ہیں۔ اس مقصد کے حصول میں طلبہ اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اس کردار کی تیاری مدارس میں ہونی چاہیے۔

اشاعتِ اسلام کے لیے تجاویز:

سماجی سطح پر اشاعتِ اسلام کے لیے ریاست کی نگرانی میں درج ذیل اقدامات اٹھائے جا سکتے ہیں۔

- گرمیوں کی تعطیلات اور دوسری تعطیلات میں طلباء کے لیے تبلیغ کے منصوبے تیار کیے جائیں جس سے وہ دیہات، محلے یا دوسرے علاقوں یں جا کر اشاعتِ دین کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔
- طلباء کے نصاب میں دعوت و تبلیغ کا مضمون شامل کیا جائے اور نہ صرف اس کی تدریس کی جائے بلکہ اس سلسلے میں عملی تربیت بھی دی جائے۔
- یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ طلباء کو دعوت و تبلیغ کی ٹریننگ دینے کے لیے جید عالمِ دین داعیان کی خدمات حاصل کی جائیں۔ جو کہ طلباء میں دعوتِ دین اور اصلاح کے جذبے کو ابھاریں۔
- اساتذہ طلبہ کے ذہن میں صحیح عقیدہ اور ایمان مستحکم کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور یہ باور کرائیں کہ اسلام وہ نظام پیش کرتا ہے جو عقیدہ و بندگی، اصول و قوانین اور طرزِ زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل

[29] Fazal Ilahi, Dr, Dawate Deen Kaha di jay?, Dar-un-Noor, Islamabad, 2011, p 186

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

ہے اور یہ کہ دعوتِ اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کی انجام دہی، کتاب و سنت کے فہم و مطالعہ، دعوت کے اصولوں سے واقفیت۔ عوام کی مزاج شناسی اور لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کا صحیح طریقہ اپنانے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ نیز طلبہ کو اس بات کی ترغیب دلائیں کہ وہ لوگوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں اور اسلامی تعلیمات کو روزمرّہ کی زندگی میں عملی جامہ پہنا کر مثال قائم کریں۔ گویا ان کے عملی کردار سے عوام کے اذہان، گفتار و کردار میں کتاب و سنت اور سلف صالحین کا طرزِ حیات پھلے پھولے۔

دورِ حاضر میں بہت سے اسلامی ممالک میں دعوت و تبلیغ کو بطور مضمون پڑھایا جا رہا ہے لیکن بالخصوص دعوت کے لیے مراکز کی تعداد اتنی زیادہ نہیں۔آج دعوت و تبلیغ اہلِ علم کے لیے ضروری امر ہے۔اللہ تعالیٰ اہلِ علم کو بلند درجات عطا فرماتا ہے۔اللہ کا ارشاد ہے:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[30]

اور اللہ تعالیٰ تم میں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جو علم دیے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) باخبر ہے۔

بلندیٔ درجات کے لیے ضروری ہے کہ علم کو صرف اپنے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ علمِ دین کی تشہیر کی جائے اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ لہٰذا اہلِ اقتدار کے ساتھ ساتھ اہلِ علم پر بھی اشاعتِ دین لازم ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مدارس پورے سماج پر اثرانداز ہوتے ہیں کیونکہ وہ مستقبل کے معمار تیار کرتے ہیں۔اگر حکومت مدارس اور تعلیمی اداروں میں اپنے مبلغین معلم بھیجے اور ان کے ذریعے دعوت کی اہمیت اور طریقہ کار کو نسلِ نو پر واضح کرے۔ تو بلاشبہ یہ نوجوان ان تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہو کر اشاعتِ اسلام میں بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مدرسہ و مکتب ہی ہیں جو کہ مختلف شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کے لیے جانے والے نوجوانوں کے ذہنوں کو جلا بخشتے ہیں۔

ان مدارس اور مکاتب میں علماء کرام کو چاہیے کہ وہ وعظ و تلقین کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہیں۔اور نوجوانوں کی ایسی کھیپ تیار کریں جو دینِ الٰہی کی سربلندی کے نہ صرف خواہاں ہوں بلکہ اس کے لیے عملی اقدامات بھی کریں۔

---

[30] Al-Mujadla 58:11

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 28-47
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar3

خلاصہ:

دینِ اسلام وہ فطری والہامی مذہب ہے جوکہ کسی خاص طبقہ یا قوم کے لیے مخصوص نہیں بلکہ یہ عالمگیر دین تمام انسانیت کے لیے ہے۔ کسی بھی ریاست کی بنیاد معاشرہ ہے اور معاشرہ کی اکائی فرد ہے۔ ریاست کے مذہبی، تعلیمی ،معاشی و معاشرتی ادارے دعوتِ دین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی ادارے ریاست کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ سماجی سطح پر پہلا ادارہ خاندان ہے جو کہ فرد کو دینِ اسلام کے قریب تر کرتا ہے۔ نیز مساجد و مدارس ایسے سماجی ادارے ہیں جو کہ متنوع وظائف سرانجام دیتے ہیں۔ یہ سماجی ادارے اگر منظم و مربوط انداز میں کام کریں تو دعوتِ دین کے کام کو وسعت دی جاسکتی ہے۔

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)]